Vol.4 No.3 (2021)

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

فقہ اسلامی میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے تجدیدی رجحانات

(Renewal Trends of Shah Waliullah Muhaddith Dehlavi in Islamic Jurisprudence)

حق نواز

پی،ایچ،ڈی سکالر،شعبہ اسلامی فکر و تہذیب،یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی،لاہور

****ڈاکٹر حمیر احمد**

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی فکر و تہذیب،یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی،لاہور

Abstract:

The chief purpose of this concise paper, as the title implies, is to explore the importance and character of Shah Waliullah's thought in Fiqh. Shah Waliullah arguably is one of the most important Muslim scholars in the intellectual history of Muslim civilization. The principal attribute of Shah Waliullah's thought is its logical coherence. Shah Waliullah's works contain systematic analysis of various aspects of human condition. Shah Waliullah successfully employs various branches of knowledge including history, sociology, and psychology to expound various topics in his encyclopedic works. This study is an endeavor to understand Shah Waliullah's thought to explore the modernist and innovative trends in Fiqh in sub-continent. He is being credited with asserting the importance of Quran and Hadith in deriving legal opinions. Moreover he was also inclined towards the community Fiqh or cosmopolitan Fiqh which certainly is the need of modern time. The article sheds light on the life and times of Shah Waliullah some features of his innovative thought in the context of Fiqh.

Keywords: شاہ ولی اللہ، برصغیر، فقہ اسلامی، تجدید، اجتہاد، اجتماعی فقہ

تاریخ اسلامی میں اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں بڑی بڑی شخصیات پیدا کیں جنھوں نے دین اسلام کی خدمت کی ان عظیم شخصیات میں فقہاء کرام اپنا خاص مقام رکھتے ہیں جنھوں نے قرآن و سنت میں غور و خوض کیا اپنی اجتہادی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر امت پر احسان عظیم کیا۔ برصغیر میں بھی دیگر خطوں کی طرح بڑی بڑی شخصیات پیدا ہوئیں۔ یہ خطہ ابتداء ہی سے فقہ حنفی کا مرکز تھا، بلکہ اس فقہ کو مسلم حکومت کی سرپرستی بھی حاصل رہی ہے۔ کیونکہ ہندوستان کے بادشاہوں کا سرکاری مذہب حنفی تھا۔ وہ جید علماء فقہ کی مجالس میں پیش آمدہ مسائل پر تبادلہ خیال کیا کرتے تھے۔ مثلاً بیت المال کے معاملات، بدعنوان حاکموں کی سزاؤں کے قوانین، بیت المال میں حاکم کے حصے اور اسلامی حکومت میں ہندوستان کی قانونی حیثیت کے بارے میں بحث وغیرہ ہوتی تھی۔ میدان فقہ میں سب سے گراں قدر خدمت "فتاویٰ عالمگیری" کی تالیف بھی اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں انجام دی گئی۔ تاہم فقہ حنفی کے علاوہ دیگر مذاہب فقہ کے لوگ بھی موجود تھے۔ برصغیر میں مذہبی، علمی اور فقہی شخصیات میں سر فہرست جن کا نام آتا ہے وہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ہیں۔

شاہ ولی اللہ مجدد وقت:

شاہ ولی اللہ اپنے علمی کارناموں کی وجہ سے امام غزالی، امام ابن تیمیہ اور مجدد الف ثانی کی طرح اپنی صدی کے مجدد ہیں۔ ہندوستان میں زوال امت کے بعد امت میں بیداری کی جو فضا پیدا ہوئی اور اس خطے میں جو اسلامی احیائی تحاریک پائی جاتی ہیں ان کے بانی شاہ ولی اللہ ہی ہیں ۔ جس دور اور وقت میں شاہ صاحب میدان عمل میں آئے اس وقت کسی مجدد کا ہونا سنت اللہ اور عادت اللہ میں سے ہے۔ فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے۔

اِنَّ اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس مائۃ سنتہ من یجدد لھا دینھا.[i]

Vol.4 No.3 (2021)
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

(بے شک اللہ تعالی اس امت کیلئے ہر سو سال میں کوئی ایسا مجدد بھیجتا ہے جو ان کیلئے دین کی تجدید کرتا ہے)

شاہ صاحب کس قدر خوش نصیب ہیں کہ اس امر عظیم کے لیے رب تعالی نے ان کا انتخاب فرمایا۔ شاہ صاحب نے دین کے تمام شعبوں میں فکری اخلاقی اور شرعی اعتبار سے مرتب صورت پیش کی۔

فقہی مسلک کے اعتبار سے شاہ صاحب کا ارتقاء:

شاہ صاحب کے والد حنفی تھے انھوں نے فقہ حنفی کے مسائل کا مجموعہ یعنی فتاوی عالمگیری کی ترتیب وتدوین میں بھی حصہ لیا۔ii

تاہم شاہ صاحب کا فقہی مسلک ڈاکٹر محمد مظہر بقا کے مطابق شاہ صاحب کے رجحانات کو چار ادوار میں تقسیم کیا ہے۔

1۔ موروثی رجحانات کا دور

2۔ ذاتی غور و فکر کا نتیجہ

3۔ حجاز کے قیام کا اثر

4۔ برصغیر کے عملی ماحول کے اثرات iii

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فقہ اسلامی میں اہم ترین تجدیدی رجحانات درج ذیل ہیں

1۔ فقہ اسلامی میں اجتہادی جمود کے خاتمہ کا رجحان

2۔ فقہ اسلامی میں قرآن وسنت کی اہمیت کا رجحان

3۔ فقہ اسلامی میں صحابہ کرام کے اقوال وآراء کی حیثیت بطور اتھارٹی

4۔ اجتماعی فقہ کا رجحان

1۔۔ فقہ اسلامی میں اجتہادی جمود کے خاتمہ کا رجحان:

شاہ ولی اللہؒ کے کارناموں میں ایک کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اجتہادی جمود کو توڑا۔ شاہ صاحب کا دور فقہی رجحانات کے حوالے سے جمود کا دور تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلکی تعصب، دوسرے مسلک کے حوالہ سے عدم برداشت اور تنگ نظری اپنے عروج پر تھی۔ ایک فقہ کے لوگ دوسری فقہ کے لوگوں کو برداشت کرنے کو تیار نہ تھے۔ مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں۔

> "شاہ صاحب کے زمانے میں جو عقلی تنزل پیدا ہوا تھا اس لحاظ سے یہ امید نہ رہی تھی کہ پھر کوئی صاحب دل ودماغ پیدا ہو گا۔ لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشا دکھانا تھا کہ اخیر زمانہ میں جبکہ اسلام کا نفس بازپسیں شاہ ولی اللہ جیسا شخص پیدا ہوا جس کے نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی، رازی اور ابن رشد کے کارنامے ماند پڑ گئے۔'iv

اسی طرح مولانا اختر عادل لکھتے ہیں کہ

> "شاہ صاحب کے دور میں جو جمود، تعصب، تنگ نظری اور غالی تصورات پیدا ہو گئے تھے، ان کی بناء پر دیگر مذاہب کے مطالعہ و تحقیق بلکہ احترام کی روایت بھی اٹھتی جارہی تھی .... شاہ صاحب نے محسوس کیا کہ اس جمود اور تنگ نظری کا سبب مطالعہ تحقیق اور وسعت نظری کی کمی ہے۔ اگر اہل علم تمام مذاہب فقہیہ کا منصفانہ مطالعہ کریں، اور ان کے بنیادی ماخذ تک پہنچنے کی کوشش کریں تو مذاہب کے درمیان اس درجہ تفریق و امتیاز کا جو احساس پایا جاتا ہے اس میں کمی آجائے گی، اور اسلاف باہم فکری و نظری اختلافات کے باوجود جس رواداری اور اکرام و احترام کا مظاہرہ فرماتے تھے وہ دوبارہ قائم ہو"۔v

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہندوستان برصغیر کی ان گنی چنی شخصیات میں شامل ہیں جنہوں نے فقہاء امت کے افکار ودلائل کا تنقیدی جائزہ لیا، نیا راستہ نکالا، علم و تحقیق میں خوب جانفشانی کی اور نشاندہی کی کہ تحقیق وتجزیہ سے ہی سابقہ تسامحات سامنے آئیں گے اور آنے والوں کے

Vol.4 No.3 (2021)
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

لیے محفوظ راستہ تیار ہو گا۔البتہ یہ ضروری ہے کہ جس شخصیت پر ہم قلم اٹھائیں،اس کا پورا احترام کریں، تنقید ہو، تنقیص نہ ہو،اپنی بات سلیقے سے کہی جائے، کہیں پر یہ محسوس نہ ہو کہ محقق نے زیر بحث شخصیت کے وقار کے خلاف کوئی بات کہی ہے،مناسب تعبیر کا خیال ضروری ہے۔ اس حوالہ سے انھوں نے ایک رسالہ بنام "عقد الجید فی بیان احکام الاجتہاد والتقلید "vi تحریر کیا اس عربی رسالہ میں آپ نے اجتہاد اور تقلید کے مسئلہ پر نہایت محققانہ اور منصفانہ بحث کی ہے۔علمی انداز میں دلائل کے ساتھ اجتہاد و تقلید کے بارے اپنا نظریہ پیش کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو تاریخ اسلامی ان کی فقہ اسلامی کی تجدید واحیاء میں اپنے علمی وفکری کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے تمام بڑے علمی حلقوں میں آپ کی علمی وفقہی خدمات کو ادب واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ بیسویں صدی کے آخر تک آپ کی بیشتر کتب برصغیر کے مختلف اداروں سے شائع ہو کر گھر گھر پہنچ چکی تھیں۔ جگہ جگہ آپ کے نام پر ادارے،اکیڈمیز اور ریسرچ سنٹر قائم ہوئے۔آپ کے نام پر ایوارڈز کا سلسلہ شروع ہوا۔ برصغیر اور دنیا بھر کی یونیورسٹیوں نے آپ کے نام پر چیئرز اور تحقیقی شعبے قائم کیے۔ آپ کی فکر اور علوم پر وسیع کام شروع ہوا۔ امریکہ کی ایک اسکالر ڈاکٹر مارسیا کے ہرمینسن (Marcia K. Hermansen) نے آپ کی فکر پر پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کیا۔ vii اسی طرح برصغیر میں بہت سا کام ایم فل اور پی ایچ ڈی لیول پر ہو چکا ہے،اور مزید بھی کام کی گنجائش موجود ہے۔

شاہ صاحب نے تقلید جامد کی مخالفت اور شدید مذمت کی اور تقلید کے ضمن میں ارباب فقہ کے غلو کو توڑنے کی کوشش فرمائی۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اس وقت عالم اسلام کے ہر علاقے میں لوگ متقدمین کے فقہی مذاہب میں سے کسی ایک خاص مذہب کی پابندی کرتے ہیں اور اس سے خروج کو، چاہے وہ کسی ایک آدھ مسئلے میں ہی ہو، ملت سے نکل جانے کے مترادف سمجھتے ہیں، یوں جیسے اس مذہب کا امام کوئی نبی مبعوث ہو جس کی طاعت ان پر فرض کی گئی ہو۔viii چنانچہ آپ نے لوگوں میں تقلید کے جمود کو توڑنے کے لیے اور نصوص شرعیہ میں اجتہاد کی ضرورت کے پیش نظر آپ نے حدیث کے مطالعے اور اس کی تحقیق پر کافی زور دیا ہے۔آپ نے تعصب کو بھولے سے بھی پاس نہ پھٹکنے دیا اور تفریع الفروعات اور تخریج المخرجات میں عدل وانصاف کے دامن کو ہاتھ سے کبھی نہ جانے دیا۔ix

2۔فقہ اسلامی میں قرآن وسنت کی اہمیت کا رجحان:

شاہ صاحب کے نزدیک فقہ اسلامی میں مسائل کے استنباط وادلہ میں قرآن وسنت کو خاص اہمیت حاصل ہے اور قرآن وسنت کے ہوتے ہوئے شاہ صاحب اس مسئلہ میں فقہی مسلک چھوڑ کر قرآن وسنت پر عمل کرنے کے قائل ہیں۔ان کے دور میں بعض علماء میں بھی یہاں تک جمود آگیا تھا کہ وہ اپنے امام کے مقابلے میں بڑی سے بڑی دلیل کو رد کرتے اور یہ رجحان عام ہو گیا تھا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جن کی پرورش حنفی ماحول میں ہوئی تھی اس جمود کو توڑنے کی کوشش کی اور فقہ کے ان مسائل میں جو صحیح حدیث اور سنتِ ثابتہ سے متصادم نظر آتے تھے آپؒ نے حدیث کو فوقیت دے کر فقہی مسائل میں تطبیق پیدا کرنے کی طرح ڈالی انہوں نے علماء کو بھی یہی نصیحت کی کہ مسائل وجزئیات کا محض مطالعہ نہ کریں بلکہ فقہی جزئیات کا قرآن وسنت سے ربط اور موازنہ کریں تاکہ مسائل وادلہ میں جامعیت پیدا ہو۔ شاہ صاحب نے اہل علم کے لیے اجتہاد کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ اس کو ضروری قرار دیتے ہوئے سابقہ افکار وخیالات کا کتاب وسنت کی روشنی میں جائزہ لینے کی ترغیب دی ہے اور اس پر خود بھی عمل کیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

> " اور فقہ کی جزئیات و تفریعات کو ہمیشہ کتاب وسنت کے روبرو پیش کریں،جو ان کے موافق ہو،اسے قبول کریں اور جو نہ ہو،اسے مسترد کردیں"۔ x

فقہ اسلامی میں شاہ صاحب کے نزدیک حدیث رسول ﷺ کا خاص مقام حاصل ہے۔ڈاکٹر محمد مظہر بقا کے مطابق:

> شاہ صاحب کے والد شاہ عبد الرحیم فقہی مسلک کے اعتبار سے حنفی تھے مگر حنفیت کے باوجود بعض مسائل میں حنفیت کے خلاف عمل کرتے تھے یہ مسائل وہ تھے جہاں اس مسلک کے مقابلہ میں صحیح حدیث موجود ہوتی یہ رجحان شاہ صاحب کو ورثہ میں ملا کہ اگر اپنے امام کے خلاف کوئی صحیح حدیث ملے تو امام کے مذہب کو چھوڑ کر جس امام کا مذہب بھی صحیح حدیث کے مطابق ہو اس پر عمل کیا جائے۔xi

مولانا زاہد الراشدی" شاہ صاحب کے فقہ اور حدیث کے امتزاج کو اس طرح بیان کرتے ہیں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"ان کی کتاب حجۃ البالغہ حوالہ بنیادی طور پر احادیث نبوی ﷺ کی کتاب ہے مگر اس کتاب میں شاہ صاحب نے اسلامی شریعت کی حکمتوں اور فوائد کو واضح کیا ہے محدثین اور فقہاء کے اسلوب میں فرق کی نشاندھی کی ہے اور احادیث نبوی کے مسائل واحکام کے استنباط واستدلال کے حوالہ سے صحابہؓ تابعینؒ اور ائمہ مجتھدین کے اسالیب سے متعارف کروانے کے ساتھ ساتھ مختلف فقہوں کے وجود میں آنے کا پس منظر اور تاریخ بیان کی ہے اسلامی احکام اور مسائل شریعت کی حکمتوں اور اسرار ورموز سے واقفیت اور اس اسلوب سے استفادہ کے لیے حجۃ اللہ البالغہ سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہے۔xii

3۔فقہ اسلامی میں صحابہ کرام کے اقوال وآراء کی حیثیت بطور اتھارٹی:

شاہ صاحبؒ فقہ اسلامی میں نہ صرف قرآن وسنت کی اہمیت کے قائل تھے بلکہ ان کے ہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے اقوال وآراء کی بھی بہت اہمیت تھی، کیونکہ وہ مزاج شناس مصطفی ﷺ تھے، ان سے بہتر منشاء نبوت بعد والے نہیں سمجھ سکتے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ امت مسلمہ میں یہ ذوق اور جذبہ اجاگر کرنا چاہیے کہ نصوص شرعیہ سے متفقہ طرق کے ذریعے راہنمائی حاصل کی جائے اور اس لحاظ سے صحابہ کرامؓ کو ایک مضبوط اتھارٹی سمجھا جائے۔ ہاں، اگر ان میں بھی اختلاف رائے نظر آئے تو پھر اصل نصوص شرعیہ کی طرف رجوع کرنے میں ہی بہتری ہے۔ فرماتے ہیں:

"چون صحابہ مختلف شوند ومأخذ اقوال ایشان از کتاب وسنت ظاہر شود تأمل در آن مأخذ باید کرد واز ان جہت باب ترجیح باید کشاد" xiii

"جب کسی مسئلے میں صحابہ کرامؓ کا آپس میں اختلاف ہو، نیز ان کے اقوال کے مأخذ قرآن وسنت سے ظاہر ہو جائیں تو اس صورت میں مأخذ ہی پر غور وفکر کیا جائے۔ اس سے کسی چیز کو راجح اور وزنی قرار دینے کا راستہ کھلے گا۔

اس حوالہ سے انھوں نے دو اہم ترین رسالے تحریر کئے ایک رسالہ بنام "الانصاف فی بیان سبب الاختلاف" xiv تحریر کیا۔ اس رسالہ میں آپ نے احکام شرعیہ کے متعلق صحابہ کرام، تابعین، آئمہ مجتہدین کے باہمی اختلافات کے اسباب اور اس کی تاریخ بیان کی ہے، اور ہر گروہ کی افراط وتفریط پر تنقید کی ہے۔ اہل الرائے اور اہل الحدیث کے درمیان اختلاف اور سبب اختلاف کو بیان کیا ہے۔ جبکہ دوسرا رسالہ بنام "رسالہ در مذہب فاروق اعظم" xv جو کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے اجتہادات اور فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ اس رسالہ میں انہوں نے کتاب الخراج قاضی ابویوسف، کتاب الام امام شافعی، سنن دارمی، صحیحین، سنن وجوامع صحاح ستہ سے اجتہادات حضرت عمر جمع کئے ہیں

4۔شاہ صاحب کا اجتماعی فقہ کا رجحان:

شاہ صاحب کی خواہش یہ تھی کہ فقہی مسائل کے حل کے لیے مسلکی تنازعات سے بالاتر ہو کر چاروں فقہ کی روشنی میں مسائل کو حل کیا جائے۔ فقہاء کے باہمی اختلافات مٹا کر اور ان کے متضاد اقوال کو اکٹھا کر کے ان میں تطبیق اور موافقت کی کوشش کی جائے۔ برصغیر میں اس رجحان کو متعارف کرانے والے شاہ صاحب ہیں۔ ان کا یہ رجحان ان اس وقت پر پروان چڑھا جب انہوں نے حرمین شریفین کا سفر کیا۔ ڈاکٹر محمد مظہر بقا لکھتے ہیں:

"جب شاہ صاحب حرمین پہنچے تو وہاں حنفی استاد کے علاوہ مالکی اور شافعی اساتذہ بھی تھے شیخ تاج الدین قلعی حنفی تھے شیخ وفد اللہ مالکی تھے اور شیخ ابوطاہر شافعی۔ شاگرد کا اپنے استاد سے متاثر ہونا چونکہ ایک فطری امر ہے، اس لیے شاہ صاحب حنفیت کے ساتھ ساتھ جن کا اثر ان میں پہلے سے بھی تھا مالکیت اور شافعیت سے بھی متاثر ہوئے۔ شاہ صاحب نے ان تینوں مذاہب کے شیوخ کا حق شاگردی اس طرح ادا کیا کہ امام مالک کی موطا کو اختیار کیا، فکری طور پر امام شافعی کے مذہب کو اپنایا، عمل مذہب حنفی پر رکھا۔ یہ بھی قدرتی امر ہے کہ انسان اپنے اساتذہ میں سے اس کا رنگ زیادہ قبول کرتا ہے جس سے وہ سب سے زیادہ متاثر ہوتا ہے اور حرمین کے شیوخ میں سے جن شیخ سے شاہ صاحب سب سے زیادہ متاثر ہوئے وہ ابوطاہر کردی ہیں ہیں اس لیے ان میں شافعیت کی جانب زیادہ میلان پیدا ہو جانا ایک قدرتی بات ہے۔ اس میلان کی کیفیت یہ ہے کہ انہوں نے اصول میں تمام تر اور فروع میں سے 70 فیصد سے زائد مسائل میں امام شافعی کا مذہب اختیار کیا ہے شیخ ابوطاہر کردی سے شاہ صاحب کے زیادہ متاثر ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ استاد کے ساتھ شیخ طریقت بھی ہیں اور انسان استاد کے مقابلہ میں اپنے شیخ طریقت سے زیادہ متاثر ہوتا ہے خصوصا ایسا شیخ جو استاد بھی

ہو۔ شیخ ابو طاہر سے شاہ صاحب کا تاثر اس درجہ کا تھا کہ ان سے رخصت ہوتے وقت حضرت شاہ صاحب نے یہ کہہ کر ان کے سامنے اظہار کیا تھا کہ

نسيت كل طريق كنت اعرفه الاطريقا يؤديني لربعكم xvi

حرمین ہی میں شاہ صاحب کو ابن تیمیہ کی کتابوں کے مطالعہ کا موقع ملا چنانچہ الفوز الکبیر میں ابن تیمیہ کے خیالات اور حجت میں ابن تیمیہ کی بعینہ عبارتیں موجود ہیں ابن تیمیہ مسلکا حنبلی ہیں۔ xvii

حرمین شریفین سے واپسی کے بعد آپ نے مسلمانوں کی یہ صورت حال دیکھ کر انکی اصلاح کی طرف کامل توجہ فرمائی۔اس زمانے کے طریقہ تعلیم اور نصاب کو بدلا،دین میں جو بدعات و خرافات اور بے سروپا باتیں شامل کر دی گئی تھیں ان کو الگ کیا اور دین کو نکھار کر لوگوں کے سامنے اصل شکل میں پیش کیا ۔شیعہ عقائد کی تردید کی ، عقل و نقل دونوں اعتبار سے دین اسلام کو مطابق فطرت ثابت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ عجمی تصوف اور اس کی بے سروپا باتوں کا خوب رد کیا۔مختلف مکاتب فکر کے لوگوں میں ہم آہنگی اور اور اتفاق پیدا کرنے کی بھرپور کوشش فرمائی قرآن کریم سے لوگوں کو قریب کرنے کے لیے رائج الوقت فارسی زبان میں قرآن کریم کا مطلب خیز ترجمہ کیا ، تفسیر کے اصول و ضوابط وضع کیے اسرار شریعت سے لوگوں کو آگاہ فرمایا اور احادیث نبویہ سے ہندی مسلمانوں کو آشنا کیا الغرض آپ نے تقریر و تحریر اور تصنیف و تدریس کے ذریعے جو خدمات انجام دیں اور رہتی دنیا تک فراموش نہیں کی جاسکتی۔ xviii

اس بحث سے اندازہ ہوتا ہے شاہ صاحب فقہ اسلامی میں کس قدر غیر متعصبانہ رویہ رکھتے تھے اور اپنے عمل سے انھوں نے اجتماعی فقہ کا تصور پیش کیا ۔ انھوں نے دوسرے مسالک کی مضبوط دلیل کو قبول کیا اور اس تخالف کو دور کیا جو فقہی مسالک میں پیدا ہو گیا تھا۔جبکہ اس دور میں ایسا نظریہ اور رجحان پیش کرنا انتہائی مشکل اور کٹھن کام تھا مذاہب اربعہ کے درمیان موافقت کا رجحان شاہ صاحب حرمین شریفین سے لائے تھے۔چنانچہ المصطفی xix میں انہوں نے مذاہب اربعہ کے درمیان موافقت کی کوشش کی شاہ صاحب نے اپنی کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف xx یہ کتاب دراصل حجۃ اللہ البالغہ xxi کی پہلی جلد کے آخر میں درج ہے اور اس کا نام غایت الانصاف لکھا گیا ہے۔البتہ شاہ صاحب نے اسے الگ کتاب کے طور پر بھی بیان کیا ہے لیکن یہ بھی یاد رکھا جائے شاہ صاحب کی یہ رائے بالکل نہ تھی کہ ائمہ اربعہ کی تقلید سے نکل جائیں۔xxii البتہ انہوں نے مسلکی تعصب اور فقہی جمود کو دور کر کے ذہنوں میں وسعت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے شاہ صاحب کا رجحان تھا کہ فقہ حنفی اور فقہ شافعی چونکہ مقبول عام ہیں دنیا ان کو قبول کرتی ہے عمل پیرا ہے ان دونوں فقہوں کو ایک کر دیا جائے اور طریقہ یہ اپنایا جائے کہ ان دونوں مسالک میں وہ تمام چیزیں باقی رکھی جائیں جو کتب احادیث میں مشترک ہیں xxiii

فقہ اسلامی میں شاہ صاحب اتنی لچک رکھتے تھے کہ ان کے مسلک کے حوالہ سے مختلف آراء ہیں اصل میں یہ ان کا حسن تدبیر اور غیر متعصبانہ رجحان تھا۔اب بھی امت کے علماء کو اس روشنی پر چلنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ اتحاد و اتفاق کی فضاء پیدا ہو سکے شاہ صاحب نے علماء پر زور دیا کہ وہ اجتہادی بصیرت سے کام لیں انہوں نے مختلف فقہی مسالک کا مطالعہ کا ذوق پیدا کرنے کا علماء کو درس دیا ۔ اس کی مزید توضیح آپ کے درج ذیل قول سے نمایاں ہوتی ہے:

> "اس وقت جو امر حق ملا اعلیٰ کے علوم سے مطابقت رکھتا ہے، وہ یہ ہے کہ (فقہ حنفی و فقہ شافعی) دونوں کو ایک مذہب کی طرح کر دیا جائے۔دونوں کے مسائل کو حدیث نبوی کے مجموعوں سے مقابلہ کر کے دیکھا جائے۔جو کچھ ان کے موافق ہو،اس کو رکھا جائے اور جس کی کچھ اصل نہ ہو، اس کو ساقط کر دیا جائے۔ پھر جو چیزیں تنقید کے بعد ثابت نکلیں، اگر وہ دونوں میں متفق علیہ ہوں تو مسئلہ میں دونوں قول تسلیم کیے جائیں۔" xxiv

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ کی سب سے نمایاں خصوصیت جامعیت و تطبیق ہے۔شیخ محمد اکرام کے بقول:" وہ اختلافی مسائل میں ایسا راستہ ڈھونڈتے ہیں اور اپنی علمی وسعت اور ذہانت کی مدد سے اکثر ایسا راستہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جس پر فریقین متفق ہو سکیں۔" xxv

فقہی مسالک کے درمیان تقریب اور اجتماعی فقہ کی ایک مثال:

فقہاء کے درمیان یہ مسئلہ ہمیشہ سے زیر بحث رہا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر عاقلہ و بالغہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے یا نہیں؟اس مسئلہ میں فقیہ حنفی کا موقف یہ ہے کہ عاقلہ و بالغہ عورت ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح کفو میں کر سکتی ہے۔ xxvi امام مالک ؒ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر جو نکاح کیا جائے وہ سرے سے منعقد ہی نہیں

Vol.4 No.3 (2021)
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہوگا۔[xxvii] اور دیگر جمہور فقہاء کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوگا تاہم اگر کسی عورت نے ایسا کرلیا تو وہ ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ اگر اس نے اجازت دیدی تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ جائز نہ ہوگا۔[xxviii]

فقہ حنفی سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر عاقلہ و بالغہ عورت اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ جبکہ جمہور فقہاء کے مؤقف سے معلوم ہوا ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوگا۔ احناف اور جمہور کے موقف میں بہت اختلاف ہے۔ فقہاء کرام کی مذکورہ بالا بحث کے بعد اب شاہ صاحب کی کلام کو مد نظر رکھا جائے تو احناف اور جمہور فقہاء کی رائے میں فاصلہ کم ہوتا نظر آئے گا۔ چنانچہ اس معرکۃ الاراء مسئلہ میں "لا نکاح الا بولی" کے تحت لکھتے ہیں:

"اعلم انہ لایجوز ان یحکم فی النکاح النساء خاصۃ لنقصان عقلھن وسوء فکرھن فکثیرا مالا یھتدین المصلحۃ ولعدم حمایۃ الحسب منھن غالبا، فربما رغبن فی غیر الکف ء وفی ذلک عار علی قومھا ،فوجب ان یجعل للاولیاء شیئی من ھذا الباب لتسدالمفسدۃ"[xxix]

(جان لیجئے نکاح میں صرف فیصلہ کرنے کا اختیار عورتوں کو دیدیا جائے تو یہ جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کی عقل ناقص اور سوچ ادھوری ہوتی ہے۔ کئی مرتبہ ان کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ ان کے لیے کونسا قدم اٹھانا بہتر ہے۔ اور عام طور پر ان خاندانی خصوصیات کا لحاظ بھی نہیں کرتیں جو خاندانوں میں اہم ہوتی ہیں چنانچہ وہ کبھی غیر کفو میں نکاح کرلیتی ہیں جو ان کے خاندان کے لیے شرمندگی بنتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ یہ تمام معاملات اولیاء کے ہاتھوں سرانجام ہوں تاکہ ہر قسم کی خرابی اور فساد سے بچا جا سکے۔)

آگے شاہ صاحب مزید لکھتے ہیں جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

"اور عام طور پر فطرت کی طرف سے لوگوں میں رائج طریقہ یہی ہے کہ مرد عورتوں کے ذمہ دار ہوں، اور ان کے ہاتھ میں ہی معاملات کو کھولنا اور لپیٹنا ہو، ان کے ذمہ مصارف ہوں، اور عورتوں کے نکاح میں اولیاء کا ہونا مردوں کی شان بڑھاتا ہے اور عورتوں کا خود نکاح کرنا بے شرمی کی بات ہے جس کا سبب حیاء کی کمی ہے اور اس میں اولیاء کی حق تلفی ہوتی ہے جو ان کی بے قدری کا باعث ہے۔ اور اہم بات یہ ہے کہ نکاح کی تشہیر بھی ضروری ہے تاکہ نکاح اور بدکاری میں فرق ہو جائے اور شہرت کا بہترین طریقہ ہے کہ اولیاء کو نکاح میں شامل کیا جائے۔"[xxx]

آخر میں شاہ صاحب نے ایک اور اہم بات کی طرف رہنمائی فرمائی:

"اقول لایجوز ایضا ان یحکم الاولیاء فقط لانھم لایعرفون ما تعرف المراۃ من نفسھا ولان حار العقد وقارہ راجعان الیھا والاستئمار طلب ان تکون ھی الآمرۃ صریحا، والاستئذان طلب ان تاذن ولاتمنع وادناہ السکوت"[xxxi]

(میں کہتا ہوں یہ بھی جائز نہیں کہ صرف اولیاء کو ہی حاکم بنا کر عورتوں کے نکاح کا پورا اختیار دیدیا جائے، اس لیے کہ وہ نہیں جانتے اس بات کو جسے عورت اپنی ذات کے بارے میں جانتی ہے۔ اور اس لیے کے عقد کا نقصان اور نفع عورت کی طرف لوٹنے والا ہے۔ اور استمار اس بات کی طلب ہے کہ وہ ہی صراحتاً حکم دینے والی ہو۔ اور استیذان اس بات کی طلب ہے کہ وہ اجازت دے اور وہ انکار نہ کرے اور اجازت کا ادنی درجہ خاموشی ہے۔)

شاہ صاحب کے اس محققانہ کلام سے احناف اور جمہور دونوں کی رائے قابل عمل ہو گئیں کہ نہ تو بالکلیہ صرف عورت کے ہاتھ میں شادی وبیاہ کا اختیار ہو اور نہ ہی اولیاء کو مکمل طور پر اختیار ہو بلکہ آپس کی مشاورت سے، عورت کی اجازت و رضامندی سے شادی و بیاہ کا یہ مسئلہ حل ہونا چاہیے تاکہ بعد میں کسی قسم کی تلخیاں اور لڑائی جھگڑے سکون زندگی برباد نہ کر سکیں۔

خلاصہ بحث:

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فقہی رجحانات سے چند پہلو نمایاں ہوتے نظر آتے ہیں:

(۱) دینی علوم کو اسلام کے بنیادی ماخذ قرآن وحدیث سے منسلک کرنا اور صحابہ کرام کے اقوال و آراء کو اتھارٹی کا مقام دینا۔

(۲) نصوص شرعیہ سے استنباط و استخراج کے ذریعے احکام شرعیہ سے آگاہی اور معرفت کی راہ ہموار کرنا اور امت مسلمہ میں اجتہادی فکری بیداری پیدا کرکے اجتماعیت پر کھڑا کرنا۔

Vol.4 No.3 (2021)
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

(۳) نصوص شرعیہ کے ذریعے فقہی احکام ومسائل میں جمع وتطبیق کی راہ ہموار کی جائے اور حتی الوسع مذاہب مشہورہ میں جمع وتطبیق پیدا کی جائے اور اختلاف کی وجہ سے جمع ممکن نہ ہو تو اس مذہب کو اختیار کیا جائے جو ازروئے حدیث زیادہ قوی اور قریب ہو۔ xxxii

حضرت شاہ صاحبؒ کے دور کا آج کے دور کے ساتھ تقابل کیا جائے تو بآسانی کہا جاسکتا ہے جو چیزیں حضرت شاہ صاحبؒ نے تجویز فرمائی تھیں وہ درست تھیں۔انہوں نے مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کی اور اس پر زور دیا کہ اختلاف کی صورت میں انتہا پسندی کی جگہ اعتدال سے کام لیا جائے۔خصوصاً عصر حاضر میں اختلافات کی شدت کم کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ پوری دنیا ایک بستی (گلوبل ویلیج) بن چکی ہے اور پوری دنیا پر اہل شر اور دشمنان اسلام کا پوری طرح تسلط قائم ہو چکا ہے۔ان احوال میں فروعی ومسلکی اختلافات کے بجائے اعتدال وتوازن اور وسعت ظرفی کے ساتھ تطبیق کی اشد ضرورت ہے۔یہ اس دور کا اہم تقاضا ہے کہ فروعی اختلافات میں شدت کو ختم کرکے دین کو ایک متفقہ لائحہ عمل کے طور پر سامنے لایا جائے۔

حوالہ جات وحواشی

[i] -ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داؤد**، کتاب الملاحم (دار الرسالۃ العالمیہ، 2009)، 4291

[ii] - شاہ ولی اللہ، **انفاس العارفین** (مطبع مجتبائی دہلی)، 24

[iii] - ڈاکٹر محمد مظہر بقا، **اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ** (بقا پبلیکیشنز گلشن اقبال کراچی 1986ء)، 89-96

[iv] - شبلی نعمانی، **علم الکلام والکلام** (نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی 1979ء)، 87

[v] - اختر امام عادل قاسمی، **شاہ ولی اللہ اپنے فقہی نظریات وخدمات کے آئینے میں** (جامعہ ربانی، منورواء بہار، 2004ء)، 27

[vi] - شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ، **عقد الجید فی بیان احکام الاجتہاد والتقلید**، ت: ڈاکٹر محمد میاں صدیقی، (شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد)

[vii] - https://www.academia.edu/2163744/Shah_Wali_Allah_Bibliography

[viii] - شاہ ولی اللہ: **تفہیمات الٰہیہ** (مدینہ برقی پریس، بجنور)، ۱: ۲۰۹-۲۱۰

[ix] - شاہ ولی اللہ: **حجۃ اللہ البالغہ**، (المکتبۃ السلفیہ، لاہور، س ن)، ۱ :۱۰

[x] - وصیت نامہ، مجموعہ رسائل امام شاہ ولی اللہ، ص: ۵۲۷، یہ وصیت نامہ در حقیقت تفہیمات الٰہیہ کے آخر میں شامل ایک چھوٹا سا جز ہے۔

[xi] - ڈاکٹر محمد مظہر بقا، **اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ** (بقا پبلیکیشنز گلشن اقبال کراچی 1986ء)، 89

[xii] - http://zahidrashdi.org/3280

[xiii] - شاہ ولی اللہ: **المصطفی فی احادیث موطا** (مکتبہ رحیمیہ، دہلی، س ن)، ۱: ۲۷

[xiv] - شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، **الانصاف فی بیان سبب الاختلاف**، دار النفائس

[xv] - شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، **رسالہ در مذہب فاروق اعظم**، ت: ابویحییٰ امام خان نوشہروی، (ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

[xvi] - شاہ ولی اللہ، **انفاس العارفین (فرید بک سٹال، 2007)**، 200

[xvii] - ڈاکٹر محمد مظہر بقا، **اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ** ، 92-93

[xviii] - سعید احمد پالنپوری، **رحمۃ اللہ الواسعہ شرح حجۃ اللہ البالغہ** (زمزم پبلشر، 2005ء)، 1: 40

[xix] - المصطفی شرح مؤطا امام مالک، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

[xx] - شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، **الانصاف فی بیان سبب الاختلاف**، دار النفائس

[xxi] - حجۃ اللہ البالغہ ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، زمزم پبلشرز

[xxii] - فیوض الحرمین ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، صفحہ 221، دار الاشاعت

[xxiii] - شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، **التفہیمات الالہیہ** (مدینہ برقی پریس 1936ء)،1: 211

[xxiv] - شیخ محمد اکرام، **رود کوثر** (ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۹۷ء)، ۵۸۲

[xxv] - شیخ محمد اکرام: **رود کوثر**، ۵۳۶

[xxvi] - فخر الدین الزیلعی، **تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق**، (قاہرہ، المطبعۃ الکبری الامیریۃ، ۱۳۱۳)، ۲: ۱۱۷

[xxvii] - ابوالولید محمد بن احمد ابن رشد، **بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد**، (دار الحدیث قاہرہ، ۱۴۲۵ھ) ۳: ۳۶

[xxviii] - عبد اللہ بن احمد ابن قدامہ المقدسی، **المغنی**، (مکتبۃ القاہرہ، ۱۳۸۸ھ)، ۷:۷

[xxix] - شاہ ولی اللہ، **حجۃ اللہ البالغہ**، ۲: ۱۲۷

[xxx] - حجۃ اللہ البالغہ، ۲: ۱۲۷

[xxxi] - ایضاً

[xxxii] - شاہ ولی اللہ: **انصاف فی بیان سبب الاختلاف**، (محکمہ اوقاف، لاہور، ۱۹۷۱ء)، ۷۰